

فیضیں علیہ السلام

میں بہن حسین اکلب تسم کر ابورت ہوں۔

دیے آپس کی بات ہے۔ میں اتنی آسانی سے خود کو
ز تو عورت کرتی ہوں نہ ہی کلمو اپنے پسند کرتی ہوں۔
اہمی بھی یہ انتظہ برنا پھنس پھنس کے نکلا ہے میرے فلم

بیل تو میں کہہ رہی تھی کہ میں خاصی حلیل کتبی
تھے ایک موصوف کسی فیکٹری کے پروازی
شخواہ اجی مگر صورت میں معقول قلمی درانڈ
بل۔ اگرچہ میں حسن پرست بھی لیکن پھر
چاروں رشتہوں میں سے اس سب سے خوبی
عقل کو سانے رکھ کے اینے لے جس روایشن کا

انتخاب کیا، ہرے سورج بچار کے بعد لورڈ

کہ میرے مزانج کے مطابق اس سے بڑا زندگی
ہوئی نہیں سکا۔ (میں بت بلطف اور فکر رکھ
مالک ہوں۔) مگر

شادی کا وقت آتا تو میرے سامنے تین ہاتھ
لٹا یہ، لاکٹن میں نوے فیصد مردوں کے بال
اس معاشرے میں ان کا پہوت خود غمیں و غمہ میں
کمال بھوکے سب سے داکس سے دو اعلیٰ تھے۔

دلب لکب۔ رہب مکورا ہے تو کیا ہوا، ابھی اس
لکنہ اس کو سال بھر ہی ہوا ہے۔ اگلے دو تین
ہوں ملک اپنے تھکے ہارے اسکوڑ پہ دھوئیں اور
وہ پ کے نیپرے کھاتے کھاتے یہی صاف رنگت
پبل بوجائے گی اور قلت تو یہ تاؤ سائد مجھے احسان
تھیں میں بھی جلا کر سکتا ہے کیونکہ میرا اپنانہ دو نا سا
کے احمد بن اہاری بلڈ نگکے تھکنے چوکیدار کا نام بھی
بے گزیں میری مراد امی یا یکمیں کے بوئے کی

نے کوئی غیب سا نکھل کر ہے۔ مجھے چیزیں بھی تل آئیں
لیا جو زاتی اس کا۔ خیر سے سارے ہی اپنہ تل آگز
تم کی پیاریوں کے الکس پر ایک سے بیک پر ایک
میں پوچی بنا کے رکھی ہوئی تھی رنگ درمک، اکر کی
(اس معاملے میں ان کا پہوت خود غمیں و غمہ میں
کمال بھوکے سب سے داکس سے دو اعلیٰ تھے۔)

ناول ط



ادھر جائے اور ناشتے کا سامان، ان کے سامنے نہیں
چلا۔ ادھر سب نے اپنی پالتو دوائیں نکالیں اور
نگہ چلا کئے۔ میراں تو وہیں آنہا بولیا۔

میرے جناب کوئی سچر تھے اور وہ بھی سرکاری
اسکول کے چلوپر اسوسیٹ اسکول یا آکڈیمی کے بھی
ہوتے تو بات بن جاتی مگر سرکاری اسکول کا ماشہ توبہ
توبہ یہ میں کم خواہ کے حوالے سے نہیں کہ رہی
تھیں خواہ آکٹھا کرتے ہوئے۔ اگر وہ سچر صاحب
چھن خواہ آکٹھا کرتے ہوئے۔ گھر ذاتی تھا میں باب
مر جکے تھے میں بھائی کوئی تھا نہیں۔ لہذا والد کے
چھوڑے اس تک لعینی چھوٹے سے گھر اور وہاں کے
اکتوتے وارث تھے جس کا کریم بھی ہر ماہ آجاتا تھا لیکن
میرا مشاہد تھا کہ سرکاری اسکولوں کے ماسٹر چھیاں
بست کرتے ہیں اور ہوتے بھی خبی سے ہیں۔ میری کیا
متاری ہی کی جو میں ہمہ وقت سرہ سوار رہنے
والے نکتہ ہیں شوہر کا انتساب کرتی جو میں کی ابتدائی
تاریخوں میں بس خواہ پکڑنے کے لیے میں اسکول
خاتما۔ بعد کی آرھی چھیمنی اور کی کچھ کچھیں
خوشیاں میں باحال میں کی طوفیں صبر آزمائیں
وہ سہر کی چھیمنیاں غصیدوں کی شب برات۔ محرمر
چھون آتی۔ جو سچر۔ دنیسوں نیز کی چھیماں اور وہ
اسکولوں کے استاد شوہر کرتے ہیں۔

اب رہے بھر مادب جنہیں میرت شوہر بننے کا
شرف حاصل ہوا۔ یہ میرے حساب کتاب پر پورے
اترے میرا بیشہ سے یہ خیال ربا تھا کہ میں یہو کو
اکیں میں تو شے سے مسلک ہوتا ہے۔ اس سے زندگی
لئے کمزوری ہے۔ (اس صورت میں کہ اگر یہو باب
راہیں۔ اس صورت ویکر میں کہ اس کے لئے
درانہ اسے اڑیاں میں کہ میں کہ اس کے لئے
کے سائل باسائل تھے۔ لیکن ہیں۔ یہی سچ کریں
ذیں اس رشتے پہن کریں۔

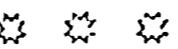
بچھے اس کے لیے دروازہ کھولنے المحتاہی پڑتا ہے
مُر میں سارا دن ہوتا ہی کون ہے جو صفائی تی خانہ
ضورت پیش آئے۔ بیش رات کے دس بجے لوٹنے
ہیں اور میں ان سے کچھ پہلے ساڑھے آٹھ بجے پونے نو
تھے۔ پھر کوئی کوئی لیے ہم نے مصروف رکھا ہوا اب
اکوں سے وہ سیدھے میرے پاس آ جاتے ہیں۔ میں
نہ ہوئے ان کا ایک ایک ہوڑا ساتھ لے آئی
بول۔

بچھ آتے ہوئے جلدی میں کچھ پکانے کی فرصت
کے ہوتی ہے، اس لیے یہیں زندیک سے کچھ منگوائی
ہو۔ چار بجے سے پہلے پہلے یقینوں ٹوٹنے کے لیے
پڑے جاتے ہیں وہاں سے میری بہن کا گھر زندیک بہے
ہے۔ مل بکھرے سے فوبے تک وہیں فساد پہاڑتے ہیں۔
میرا گھر لئے تخریبی کارروائیوں سے محفوظ رہتا ہے اور
وہاں یعنی عاف کا صاف۔ مایہ کو صفائی میں زیاد وقت
نہیں لتا۔ ہیں مگر کچھ میں اسے پورا گھنٹہ ضرور لگتا
ہے رات کے اور ناشتے کے جھوٹے برتن تو ہوتے
ہیں اس کے علاوہ دو سرگند اور پھیلاؤ الگ خیر
سے میں رات کو ۲۴ کروڑ دشتر کھانا جو پکایا کرتی ہوں۔
ابھر کچھ میں سمجھتی ہے، ادھر میں تاری کے لیے
اپنے کرے میں۔ ادھر وہ گھر سے نکلتی ہے کسی
کرے گھر جانے کے لیے ادھر میں گھر سے نکلتی
ہے اپنے پار بجانے کے لیے۔

میں اپنے پار پار لے۔ میں ایک یوٹشن بھوہوں گھر
ہے میں اپنے سمجھے۔ رکھتے ہیں، آخر حسال تھا
جو ہوئی۔ ان کے باہم میں خرچ دیا تو سمجھو میں
اچھا ہی مانکنا پڑے گئے۔

بھر زیسی بھوہوں کے اسکول جانے کے لئے
ہی اپنے کام کا تھکل باتے ہیں۔ میرے کام کا یہی
کام آنماز دن کے کیا رہے ہے تو آتے ہے اس لیے میں
ذیزدھ کھنے کی خند اور لئی ہوں۔ یہ اور انسیہ طوفی
ہے۔ ملکاتے گر تھیک دل بجے کام والی مایہ تھی
ہے۔ مجھے اس کے سرپر کھڑتے ہو کے کام کرنا
راہ نہیں ہے۔ ترکھ میں کسی اور کے نہ ہوئے
ہوئے نہیں ہے۔ اسی میں سچا جائے۔

اس کا نتیجہ کیا گلا یہ بتانے سے ملے میں ہے
کہ اگرچہ میں خاصی حسال کتاب خداوند بول اور یہ
نے ہر فیصلہ بہت حساب کتاب کے ساتھ کیا ہے میں
ہمیشہ سے حساب کے مضمون میں پھر سندھی بولی ہے
میڑک میں دوسری بار حساب میں کپارت آئے۔
بعد میں نے بدول ہو کر تعلیمی مسلسلہ اپنی متفقہ کرنے کا
مگر افسوس زندگی کے حساب میں کپارت آئے۔
بعد میں اپنا زندگی کا سلسلہ تو منقطع نہیں کر سکنے میں
لیے جیسے جا رہی ہوں، اسی تاکاہی کے ساتھ۔



میری صبح کا آغاز ہمیشہ پنگامہ خیز ہوتا ہے اور
بنگامہ میں بپاکتی ہوں۔ جب مجھے صبح صبح مات
جا گناہ رہتا ہے اور یہ کارنامہ انجام دیتے ہیں میرے؟
دل خاؤند بیش روئے بھوہوں کی اتنی ہمت تھی۔ فری
مودہ کے ساتھ جانکے کے بعد مارے باندھے جس لڑکا
کا ناشتہ تیار ہو سکتا ہے، وہ کردی ہوں۔ بکول؛
باکس بھر کے ساتھ لے جانے والی بڑی علوفہ
نے ہالی ہی نہیں۔ دس دس روپے کیڑا دیتی ہوئی
انہی خیر صلا۔ بھر کا گزارا البتہ دس روپے
مشکل ہے۔ سکریٹ کی لہجی تو اگر کھمی ہے۔
ان کی کھنارا، اسے بھی ہیس کی ضرورت ہوئی
پورے پچاس روپے کیڑا نہ ہوتے ہیں پھر
جا کے گھر سے نکلنے پر تیار ہوتے ہیں۔ (الی)

تملی وہ میرے باہم رکھتے ہیں، آخر حسال تھا
جو ہوئی۔ ان کے باہم میں خرچ دیا تو سمجھو میں
اچھا ہی مانکنا پڑے گئے۔

بھر زیسی بھوہوں کے اسکول جانے کے لئے
ہی اپنے کام کا تھکل باتے ہیں۔ میرے کام کا یہی
کام آنماز دن کے کیا رہے ہے تو آتے ہے اس لیے میں
ذیزدھ کھنے کی خند اور لئی ہوں۔ یہ اور انسیہ طوفی
ہے۔ ملکاتے گر تھیک دل بجے کام والی مایہ تھی
ہے۔ مجھے اس کے سرپر کھڑتے ہو کے کام کرنا
راہ نہیں ہے۔ ترکھ میں کسی اور کے نہ ہوئے
ہوئے نہیں ہے۔ اسی میں سچا جائے۔

مکتبہ ملکران ڈا جسٹ میڈیو پرنسپلز

مکتبہ ملکران ڈا جسٹ میڈیو پرنسپلز

آئندہ دعویوں میں شایع ہو گئی ہے

مکتبہ ملکران ڈا جسٹ میڈیو پرنسپلز

شام کو بہی شرمندگی کے ساتھ انہوں نے بخوبی والیک اونٹا لے گئے۔

سارا اون کام ہی نہیں ہے بلکہ مجھ سے ہے تو شست اور ڈھلے بڑے تھے جب تک دعویٰ ڈھونپیا تھے اور ڈھول، طبلے کی تھاپنے پر اتنی بوجھی کوئی تھرے ہے بھلاکا۔ میں نے اسی معاملے میں بھی بار تینیں کر لیں، ورنہ کتنی خواہش تھی میری کہ بھی اونچ رانیوں پر دوران ہم اونوں اپنی مشترک پلندہ کا ایک سیاسی فرقہ بن جو ہمارے ٹھنڈ کے مارچ چڑھ دے سکے بلیں غصہ پورا ہوا کہ مسل بعد جب انہوں نے ایک یکنشہ گروپی خریدی تو میں نے آنے تک اس میں ایک شدید تھہڑی روانہ کیا فائدہ ملی ہوئی حسرتوں کو ہوا دینے کیا تو اس میں اپنے ٹھنڈے اور دلکشیں فخر کرنے کی تھے جو ایسا بیمارت لگائے گئیں پر لئن کے بخوبی رُک رُک جاتے، ذرا سی یونگمنہ ہونا۔

”لیکھئے تاں سننا آجھا زارہ آہا بیٹل ڈیلے۔“ تک
موزک اور نتابوں کے خلاف قہر میں نہیں رہ سکتی۔ یعنی فونن لیفٹنے کے ہر شعبے پاکو مرد لڑکی جبکہ انہیں فونن لیفٹنے میں سے کہاں تھے لیفٹنے سے لے کر شدید تھا۔

یہ بھی کوئی ذرہ سے یہ عمر سیما ی کوت
کوئی مکنہ بھر سے اکلی تینج نجت نہیں دیکر کے خوا
بماۓ چلی جاتی ہے اور اور سے ان فرنگیں
نے الگ نکوت پھیلنی ہوئی ہے جنور سے نا
ہر زحالی۔ (اس زمانے میں یک بزرگ آنٹی میں بھی
می اور لی لی وی پ زیاد را کم کر دیکھی
کرتے تھے وہ اعلیٰ منع کے طور پر ایک
میل میں خالدہ ریاست ادا کی تھی جس کی بخشش
بینہ اشرف کم از کم ڈینے مکون و نہیں توہین
کس اور ہم منکر میں بخوبی دیکھیں کہ یہ فرانسیس
یہ ب کارک ملکا در شیر نکوت پھیلے

پورستہ
فلکوں میں ان کا رہن نہ رہم۔ ایرش بھی مندگی

اڑا تابکہ مبشر کے پنڈیدہ رنگ یہی تھے اسٹری کی
تھنے سے بخ کے لیے کائن کی بجائے واش اپنڈوسر
کے شوار قیص پہنچتے ہوئے زرا بھی گرلیں فل نہ
تھنے (ابتدا درکشان سے واپسی پر ”گرلیں فل“
ضور بوتے) جوتے تھے تو وہ ایک سے بڑیہ کے ایک
بڑیں بھمدے۔ خیریہ ایک الگ مسئلہ ہے اس
نے رونے بعد میں روتے ہیں۔ ابھی تو میں یہ بتارہی
نمیں کہ میں نے اپنی توقعات میں کمال کمال مار گھامی۔
عن کالذن مطالعہ آچپی طرح پر کھنے کے بعد، اب میں
نے مہ سیقی کے بارے میں ان کی پسند جا چکی چاہی۔
بری پسند ان دونوں تاشور کے ذویث مکیش کے
بڑہ سونگز۔ غلام علی اور جگیت سنگھ کی غریبیں،
ذہنی ندیب کے پاپ سونگز تھے خود بھی کچھ نہ پچھے
کھلکھلے باکشون تھا۔

”بیا۔ رہا شوق ہے“ وہ جوش دخوش سے
پنے لگے ”کبھی تم میری کمپنی دیکھوڑا۔“
”بلیں، مجھے تو نظر نہیں آتیں۔“

یہیں تھوڑا ہی ہیں، اور کشتاب میں ہیں۔ میوزک
لیکن شب تو کام کے دوران ہوتی ہے۔ ہاتھ زیادہ تر
پہنچتیں اور تمکاٹ بھی محسوس نہیں ہوتی۔ ”
”آجھا!“ مجھے اس بھرپے پر حیرت ہوئی۔ میں تو
نہ ریلیکس لامیوزک میں میوزک سننے کی عادی تھی۔
ایسے کے یہ تاریک ماحول میں، سکے سے نیک لگا
کاروں طس موسیقی میں ڈوب جاتی تھی۔

کے ان دونوں نئے ممتاز کرنے کے لیے چند کھیسیں
نئے میں واقعی ممتاز ہوئی نہ صرف میں بلکہ
کافی تھا اب بھی اور میرا دماغ بھی۔ اگلا سارا دن
بے کریں لاپٹپ بند ہارا۔ عارف لوھار، عطااء اللہ
لنا خیلہ اور رہشمیں کے نوٹے بھے سے
تھے توئے تھے۔ میں نے تب بھی امت نہ
ماڑا کلے دن ان کی کھیسیں واپس کرتے ہوئے
بڑی سڑی اتنے بھی تمہارے۔
اپ کے حار جان، رشید، نونہ کا نہ

اور سب سے اہم وجہ کہ صحیح کے اخبار میں سایا کی خبریں اور جرائم کی تفصیلات کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ مثلاً ہماری گارٹ اور فراڈ، غبن۔ ان سب کے بارے میں صحیح پڑھ کے سارا دن برگزرتا ہے جبکہ شام کے اخبار سے کے سنتے اور مزے الگیں فلمی ہیروئنزوں کے حث پے بیان، اسچی ڈانسرز کے تباہ کن پوز، اسکینڈلز، ڈھائی روپے پورے ہو جاتے ہیں۔

مبشر کو ابتداء میں لبی بات کرنے کی عادت کھی۔ شکر ہے بارہ سالوں میں یہ عادت تو چھپروالی میں نہ اب مطلب کی بات کے علاوہ کچھ نہیں کرتے۔ جواب بھی ہوں ہاں میں دیتے ہیں۔ بری عادتیں تو میں نے بہت سی چھپرووالی ہیں تھیں تھیں عادت کوئی نہیں بیٹھا سکی۔

”طالب علمی میں بھی کوئی شوق نہیں تھا اصلی کتب کے علاوہ کچھ اور بڑھنے کا؟“

خود میں نے اسکوں کے زمانے میں ہی کرائے
تالیل لے کر رہ منے شروع کر دیے تھے۔ ڈا جسٹ بے
تمن چار آتے تھے مجھ پر۔
”بلیں، تب تو فرست تھی۔ خوب پڑھا۔“
مجھے آس بندھی۔ یعنی دبار یا سازشوں ہے تو سکی
اسے میں مزید انجام دوں گی۔ میرا کتابوں کا ذخیرہ کس
آئے گا۔ تب کتنا مرا آئے گا جب شام کی چائے
ہوئے ہم زادوں کی ایسی کتاب پر تمہرو کیا کریں۔
جو زادوں نے پڑھ رکھی ہو۔ ہم زادوں ہم شوق ہم
ما رہائے ٹکنیا آئنا۔“

”غمہ غیار کی گمانیاں پڑتے کا برداچسکہ تھا مجھے
اکثر جیب خرچ میں سے امنی بجا لیتا تھا پھر رشتے بعد
روئے والی نمرہ غمار کا کیا لازم خرد تھا۔“

لہ پے والی مروہ نیاری کیاں بردید ماہا۔
”تب اسی عمر و نیار کی زندگی جیسے کھلے چنے سے
رکھے ہیں۔“ میں نے جمل کے سوچا۔ بہتر زدایا
ذوٹی لباس نہیں تھے تجیب بے ڈھنکتے اور بدر۔
تے پڑتے تھے ان کے پاس۔ بڑے بڑے کالبد
والی بیبٹ تاؤ پھولوں والی شرٹیں جن کو دیو آئندہ تک
تے پکمنا پھوڑ دیا۔ ذھینی ذھانی اڑے رنگوں والی
کمپائیونم جن کا رنگ کرشت استعمال سے نہ

ہیں۔ کسی بھی بہرمند کے ہاتھ فکار کے ہاتھ ہوتے ہیں اور میرا بھروسے نہیں مشاہدہ بتاتا ہے کہ رفیق کام کرنے والے مردوں کے جذبات و احشامات انسانی طبیعہ ہوتے ہیں۔ یعنی وجہ ہے کہ اکثر رومانٹک فلموں اور ناولوں کے پہلی نظر میں لٹو ہو جانے والے محبت کی خاطر جن کی بازی نگاہ دینے والے ہیرو ہم لوگوں کی سمجھن گرج میں وقت گزارنے والے آرمی آفسرز یا یو ایس آفسرز ہوتے ہیں، جبکہ حساس اور طبیعہ کام کرنے والے افراد یعنی مصور شاعر اور ادیکار حضرات کی اکثریت و دوبار کی طلاق یا زنا ہوتی ہے۔

بس نہیں میرا سارا حساب کتاب بار کھا گیا اور میر
نے تسلیم کیا کہ قسٹ سے مشکل مشمون اور کوئی
نہیں۔ الجبرا ہمی نہیں۔

بہتر کو کوئی الحیف نہ چھوکے نہیں گزری تھی
عجیب ہل، نہ اور بور بندہ ہے نہ اچھی کتاباں
پڑھنے کا شوق، نہ اچھی فلمیں کا ذوق۔ شادی کے
میں نہ کتنے شوق سے ملنے سے پوچھاتا۔

”آپ کو پڑھنے کا شوق ہے؟“
 ”بل، ہے تو۔“ انہوں نے پہلے چونک کے پیچے
 پہنچا تے ہوئے خواب دیا۔

وو سرے اب اس تمریز و بارو سے پڑھائی شروع
ہے کچھ بحیب سالکتے ”

”اوپر میں اس پڑھائی کی بات فہمیں کر رہی۔
ووں آپ نے اندر بھی بہت مشکل سے کیا تھے
انہوں نے کیا بھی ہے یا میں یا یونہی میرک پاس

مہے پر سبب یہ یعنی سا۔ رک پس
سے چند لمحے اونچا رہنے کے لیے بیٹائی تھے)
ویسے ہی چند لمحے پڑھنے کے شوق کے بارے میں کہ
تم۔ یعنی مٹا دو، وغیرہ کرتے ہیں اب مٹا دو

نہیں ہم خدا دیکھئے گرے ہیں اب مریا جائے
”ہم اشہم کا انبار تو روز بہت ہاں وہ نہ ایک
بائی کی جلدی ہوئی سب سے پہلے سب سے دنیا
ریت کا ہوا تائے تیرے۔ کہ چون کہ اذا

انے سیدھے استہارات کی بھارا رہتی ہیں اور پھر

حدائقی

بھرپر اینڈ تے ہوئے وئی کی آرپ فلم دیکھنے کا بھی
کوئی مزونہ سے۔ بھی بیچ میں فون آجاتا ہے، بھی بڑوں
دیکی ماں نے آجاتی ہے تو بھی تم نے کاودہ گرم کرنے
پکن میں ٹھیک جاتی ہو اور فلم بند کر جاتی ہو۔ مزد تو سینما
میں جا کر فلم دیکھنے کا ہے ولے وہ ایک الگ، ہر ہاتول
ہوتا ہے۔ خواباں پر اسرا رسا۔ بڑی سی اسرین،
گو خجتی ہوئی آواز انسان سیٹ پر بیٹھا فلم کے اندر
ہی پیچ جاتا ہے اور وہ گرم بھی ہوئی ختنہ موٹ
چلایاں، خوبصور پوپ کرنے مزے کی بات یہ ہے
کہ جملے نجع گرنے پر یوں کی جھاڑ کا خطرو بھی
نہیں۔ ”وہ قہقہہ لگا کے بنتے میرے دل پر بجلیاں گرا
رہے تھے۔

اندر اسٹینڈنگ قابلِ رشک ہو، جس کے ساتھ میں
نیرس میں بینہ کر چائے کی چسکیاں لیتے ہوئے تاہم
پڑھی کتابوں پر اطمہار خیال کروں۔ دل کو جھوٹے
اشعار کا تباولہ ہو۔ لانگ ڈرائیور کے دوران وہ میری
پسند کے نغمے بغیر میری فرماںش کے لگائے اور میں
انہیں سنتے ہوئے اس کے شانے پر سرناکا دل۔ دز
کے دوران وہ میری پلیٹ میں میری فیورٹ دشمن خود
بھرے اور بھجے اصرار کے ساتھ کھائے۔ میری پسند
کے لمبسوں، منگی پر فیورٹ، نامور مصنفوں کی کتابیں
نئے میوزک البزم بھجھے سربراہ گفت کے طور پر
وے۔

بائے میراہ خواب۔

ہم سفر تو ملائکہ بے شک نیرس میں بینہ کر بھی
کبھار اکٹھے چائے بھی نی لی جاتی ہے مگر وہاں بھی لا
مولیاں، پالک، او جزی، لیکھی، پیچھرے سے دغدھو
دنگو اور اگر ان کو وہ میری پلیٹ میں ڈالنا بھی چاہیں تو
میں بھی نہ مانوں گی۔

انہیں دنیا کی ہر اس چیز سے رغبت ہے، جس کو
پکائے ہوئے کھر میں بدبو لازی پھیلے۔ موکرے،
مولیاں، پالک، او جزی، لیکھی، پیچھرے سے دغدھو
دنگو اور اگر ان کو وہ میری پلیٹ میں ڈالنا بھی چاہیں تو
میں بھی نہ مانوں گی۔

لکھنوں کی کیاساں، شروع شروع میں بر تھے دے،
پڑھک اینی ور سری اور عد، نیوایر و غیرہ میں نے خود
بے شرم بننے کے لئے نانکے اور بست کئے نئے کے بعد
لے بھی۔ مگر وہ اپنے لئے تھے تھے جن کے بعد میرے
لئے لینے کی خواہش آخری سکلی لیے بغیر ہی فتاہ ہوئی۔
پر تھے تھے، عید کے موقع پر سویوں کا پیکٹ، بھر
بھوارے اور میوے کے

نوازیرہ نے سال کا کیلنڈر۔ جو کہ ان کے درزی
ٹھنڈت اسی تصمادیا تھا اور جس پر اس کی بکواسی
لئے لکھی سی تصویر، اس کے لیے دکان کا لڈر لیں
پہنچنے پھوٹے ہندسوں کی صورت درج ہیں۔

لکھنگ اینی ور سری پر میں نے منہ محاذ کے
پڑھکاں میں سے کوئی چیز لانے کو کھانا تھا، وہ پر ٹھلی آیت
”زرا اتر گماڑی سے پھرتا تاہوں۔“ مرضیز میں نے جو
کے اتر ارباب پستہ نہ ہو تو۔

”اعتنی انسان،“ تیری فیالیں تیرا فیال۔
”ڈھنکاں۔“ نہیں، فیوال، فیوال، وغیرہ وغیرہ۔“
غرض آیا تاہوں، نری شرمندگی ہے ان کے ساتھ
ڈھنکاں۔“ اسی کا اثر اور کار آمد تھا، کوئی اور نہ لگا ہو گا۔ میری

زندگی کے اس ایم مرٹن پر بھی نہیں ہوئی۔ میں نے جو
پتوں میں چاقا ہوئے ہوں۔

ایک ایسے نام سفر کا خواب اسرا بھی رہا۔ اس کی
پتوں نہیں پتے، سے ملتی ہو، جس کا ذوق اور انتاب
میں ہے۔ پیار کے عذیز، اور جس سے ساتھ میری
ڈھنکاں۔“ اسی کا اثر اور کار آمد تھا، کوئی اور نہ لگا ہو گا۔ میری

ڈریٹک نیشنل کی زینتہ بنانے کو۔)

میرا برتھے ذے د سبکی کڑکتی سردویں میں آماںے
سندھ سل ایک اونی نویں ملادی پچھند نے والی شے پن کر
لکھا کے اگر سچے اون

نہیں کر دیگی۔"

ڈر سنت نہیں فی ریس سسہ بھاگے رہے
میرا برتھے زے دسمبر کی کڑکتی سردیوں میں آتا ہے
پسے سل ایک افسی نولی ہادی پچھنڈے والی بنتے پہن کر
میں یقیناً ہاکر نہ نہ لگت۔ کتنی اس لیے کہا کہ اگر پہنچتی تو پھر
لگت۔ میرا دماغ خراب نہیں تھا جو میں اسے سرپہ بجا
کے اپنا مذلق بنواتا۔ دوسری بار دو درجن بھی انہے
اور چار دسی مرغیاں لے آئے
”لڑ، غیرم، ڈکر،“ کمر از کمر دو اے اٹھے روزانہ کھاؤ

”یہ بات شادی سے پہلے طے ہو جائی گئی کہ آپ میرے کی پریز کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنیں گے۔ باقاعدہ سال میں گھر کیا بیٹھ چئی، آپ نے سمجھا، اسی گھر کے پچھلے کونے میں اس کی قبر کھندوالوں میں پار لرجا کر رہوں گا۔“

ایے ہی متومنی خپولی صورت ہوئی اور اس پر ان، میں نے کون سارہا سکھا تھا اور مبشر تو یہ بھی سخت بنانے کا مشورہ جس پر میں ضرور عمل کرتی مگر مسئلہ یہ ہے کہ خوار آکیں چاہے جتنی بھی تحریر رکھ لے اگر ورنہ مم کلمنور کے حساب سے خون لیے میں نے پیر شخ کے اعلان کر دیا۔

لے لو اور دن بھر میں لینوں سے سب سے مولیں ہیں۔ اسی طبقہ میں ”ضرور جاؤ“ پارلر ضرور جاؤ مکرانے، یعنی اپنے زماں میں اپنی بیوی کو نکل کر قبائلی ملازمت پذیر ہے۔

یہ بھی سحر ہے لہ سیراں سے ملے مارے۔ ریس ہوتا اور نہ میں آج جو سمارٹ اپر سلم نظر آ رہی ہوئی۔ اس صورت میں شاید نظری نہ آتی، جس جل کے حتم میرے آں مالا کنے۔ اینا ہاتھ کا خیلے ہے تائیسا مشکل کو بھوکے لو تمھا تھا۔

بھر رات وس بجے کے بعد۔ یوں پارلر کا سارا خیمت
بے مصروفیت کی مصروفیت۔ شق بھی پورا ہو رہا
بے زائد تمدن کا ذریعہ بھی ہے اور مشرکی صورت
میں نے جو اسے دیکھ لے تو نہ کہ زی ماری ہے، اس کی
بھر کر اچھی ترین خدمت کرنے کا۔

شلنے سے پسے میں اس پر لریس جا ب لیا کرتے
تمگی جملہ سے میں نہ تنگیں لگتی۔ شلنے کے بعد
وارضی طور پر جب چھپڑی کے کچھ عرصے بعد از
کرتا۔

دو اپنے کوکل میں ترجمہ پھر نے چھوٹے کوکل کی اپر تے
پیدا کی۔ میرزا زادہ نیشن بننے کا جنون مہمنہ ہوا جیسے
سیرا لا! بھی تو دوست نیش کر پڑی توں چلنے لگا میں نے
اپنے جاپ ددبارہ شرکت کرنے کا اعلان کر دیا۔ ایسے
وقت پر بہتر کی غیرت جاتی۔

三

”کھڑا جن در گے۔“
یہ میرے بول پار ل کا نام۔ کتنی مویشیت اور
کتنا مفروضہ اور سریلا ساتھی ہے تا۔ کتنی مویشیت اور
جن بھراے اس نام میں۔ بیوں نہ ہو، آخربھجہ جیسی
نیکوار لذتیں کی بالکن نے تجویز کیا تھا یہ دلنش نام۔
میں پورے ساڑھے گیارہ بجے اپنے پارلر کو ٹوٹ لئی
وں لور میرے آنے کے پانچ منٹ بعد ہی میرالائف
ہاشم رو ہو جاتا ہے جو شمن لڑکیوں اور ایک اسکی آنے
مشتعل ہے۔ یہ کورم پندرہ منٹ میں پورا ہو جاتا ہے
پنکھہ میری پابندی بوقتیہ بست زور دیتی ہوں۔
میں لگی بہت سی دلنوں کی تصاویر میں سب سے
اچل تصویر میری اپنی ہے۔ جب میرے پارلر کا ایک ہی
ڑینگ لئنے کے ساتھ سما تو میں نے خوب پہنچا لبر
بڑا شست کرنا بھی سیکھا تھا شاند جیسی فور جبل و
جھیٹھے۔ اور وہ بھی خود پر مشتمل سے تھیں کہ بین
ریکٹس تھے۔ میرے پلے بینہ پار لارڈ ان بانی نے مجھے
کڑکی آکر دی کہ تھی۔
”کسٹر ہرگز نہیں ایسا کہا۔“

”عوما“ پارلروالیاں ان دلنوں کی تصاویر لگاتی ہیں
ن کو انہوں نے خود تیار کیا ہو۔ تم کیا اپنی شادی پر خود
ذیں کر دیتے ہو تو چاہے تیر بھی جھیٹ کیجئے

رسوی میں سہلا بنا۔ میں خود کیوں ہوتی۔ ”میں نے دھڑلے سے بیٹے پار لرکی تاہم اور یو شکن کا نام لیا۔ ”اچھا۔ تو وہ کیا اپنے ساتھ ”مل بتوڑی“ کی میک کت اخراجی تھی؟ بالکل اسی اشائی کا میک اپ ”و خواجہ بنتے ہیں۔ کسی نے اسی سے تکہ رکھا اسی کے ڈالوں کے ذمہ بہت ہستے ہوئے بست اچھے یہیں (اور یہ نامراہام) کرتے۔ ما ش۔ کہ اک

بڑی مدد دی جو سروریں اسے رکھیں
اس کے بعد میر نے یہ کہا: تھی انہیں تیر میں
آنے والی ہر گزت سے اپنی بھت لوار نکالتے رہے تو
کہ وہ بیسیں کی بوکے رو جوں۔ دیکھے تو بھرے خرد
ہاتھ کی کوئی سندروم ہے کتنے تھے مرشدین میں کس کو
جن سے بچنے خواہیں، اُن کے راتھ میں بھری
سلوک کر لیں۔ اُن کے بعد ان کے بیٹے لگائے
ایسی ایکلاریس کرنیں اور اپنے اشوف سے کراکام
لوگوں کو اُنمیہ بھی اکر اس پہنچا کر تازہ تازہ
لکھ کر اسکی سیمی میری۔ مخلع میں سب سے بنا کر
لکھ کر پالیں کسی سیمی میری۔ تب اسی تو وہ میرے پار لرکی

21-100



اسخاب
مفاد حسن

وہ تو خوشبو ہے ہواں میں بکھر جائے گا

مشکل کو دعویٰ

100

بے نصانہ تھی سنبھل نپارا کیا
لے کا باں میں بھاٹے اس لئے اسی میں
پوری جو احوال چھڑا کر اسی میں
اس لے اپنی اسی میں بھاٹے اسی میں
کوئی نہیں تھا۔ اسی میں بھاٹے اسی میں
قہارہ ایسا رہا کہ اسی میں بھاٹے اسی میں
اس کا نام پہنچا۔ اسی میں بھاٹے اسی میں
کوئی نہیں تھا۔ اسی میں بھاٹے اسی میں
لے کا جعل جو مذکور اسی میں بھاٹے اسی میں
مکلف نیاں پہنچا۔ اسی میں بھاٹے اسی میں
کوئی نہیں تھا۔ اسی میں بھاٹے اسی میں
بھرپوری میں اس کے قیادتے ہیں۔ وہیں وہیں
لے کیشے ہیں، اسی میں بھاٹے اسی میں
دی، اور روز کی تکراس کے باہم، "ترینڈ" ان فرنڈز انڈیا کی
کی اشد ضمروتت ہے۔ کاپڑا بڑا دینیتے اسی میں
پارک کے ساتھ لگ باتا ہے۔ دراصل ان فرنڈز
فرنڈیں ترینڈ ہوتے ہیں یا تو اپنا پارک ناٹھیں ہیں یا جو
انھیں غلط کے بڑے بار بار میں زیادہ ٹاؤن
کر لیتی ہیں۔ میں نے انہیں روکنے کی خاص اٹھڑی
بھی بھی تین کے مجھے ان ترینڈ لڑکیں ہیں دارا
کھاتی تھیں جو کہ سے کم خواہ پانچ ساتھا تو تک
جاتا ہیں۔

"اوہ جبلو، کل کیسی صفائی کی تھی تم شہر
کھولتے ہیں اتنی اسمبل آرٹی سی اس لے میں۔
کھڑکیں کھول کر پوچھتے ہٹائے ہیں اور نہ میں زار
کے پوچھے کبھی بھائی ہوں بھاٹے اپا تھے روم کی راہ میں
صفاف کو اور اس کے بعد ایسٹ فری شپ پرے کردا۔
"تمہاری تھی اتنی ذوبیوں میں پہنچا کیا کر رہے
ابھی کوئی آبائی کی بھاناتا (بال) رکھا تے۔"
بیو والی، ایک دال دال کے آپ کا سرلاویں
کر کی۔ یا پھر کوئی ہال "پڑاٹ" (کھانا) نہیں
کی۔ تی تی دم دال کے نی بیو پھیاڑتے آئے
کی زیدہ اتنی صفائی اس کا۔"

اب ڈیل مل اگے بیں نہ ملایا راٹھاڈیل ملہ
وہ سماں سماں پہلے کیا۔ اندھرے نہیں اسی ہرہ
اول۔ ۲۔ دوسری ہے ایک دوسرے، لفڑی، لفڑی کی
صدھری ہی اولیں ہیں نہیں میں لفڑی مارا چھوڑا
ٹکڑا، اولیں ایس الہ میں لفڑا، اور اسی کی
سری مادہ مردیں کے لامن ایسا بھر جو ہے
بھر جا رکھ کر ہے مہا۔

وہ نہیں ہے۔ سکھیں میں لفڑی، اور
ناسیں کم من اور بھول بھال نہیں اسے بھال میں اسی
ایک ہی پختہ اسی سے۔ اصل ہم تھے اسی کو نہیں۔ میں کا
ہم من لے، پا بتبہ ہاگر اس کی مرسالی اور بیلی، اول
وقصیت نہیں کہ ناپن معمول میں۔

"اب تم اسلامی ملاب۔ میں رہی۔ میں! اس نے
مجھے کہ مارنکہ یہ میں کہتا ہے زادہ۔ لفڑی بار بھجا یا بتے
یا نہ۔"

پارکر آنے کے بعد میں نے اٹھنے لیل بر کر زیک
سانت اپنی فٹیں پھولنی اگریزی بیٹھ کھڑا کرتی تھی
اور ایسے میں یہ باکس بھول جاتی تھی کہ میں خود میز ک
لیل ہوں۔

"کم آن میں! کوئی اولیں چین کرو۔" وہ نہیں تھی
تھی اس لیے اسے انگریزی کی مار زیادتے رہی تھی۔
ایک ایک فقرے میکرو و دشمن تھیں لفڑا اٹھنے کے وہ
مرغوب ہو کے فوراً لیڈسٹ سے اپنا یونیفارم فلی کر
پہنچ چلی تھی۔ کم تباہ وہیں کی خاطر نیزہ انسان بالکل
بی فریب فراہ میکھیں کی لڑکیاں پر مشتمل تھا۔ ان
کے پہر مہر اور پہنچ اڑھتے یہ چیز ظاہر نہ
ہے۔ اتنی لہی میں یہ ان کے لیے بیفارم فار کھانقاہ
کیلیں ہیں لفڑت زد چہار والی دلی چکی لڑکیں، یہیک
نمازیز ریاست اور بی اولیکا نہیں۔ لفڑا اسی کا
کہ میں ہا۔ یہاں نہیں تھا۔ اسی کی لفڑیں، یہیک
آتی تھیں۔ یہاں نہیں تھا۔ لفڑا اسی کا
لیں تھیں۔" لفڑا اسی کی لفڑا اسی کا

"لماں لیں۔"

دھونے سے میرے باخ خراب ہو جائیں۔
اس کا مازخانہ میرے اندر آئے فرزیکا بات۔
”اور میرے سامنے یہ اوابیں دھماست تھے زندگی
زندگی خراب ہو جائے گی۔ اسی خبرے پر یہ دینو
کے سنبھالو یہ خبرے کوئی ضرورت نہیں کہ سے
یہیں آئے کی۔ دینمی بول گی کہیں سے اپنے شقی
اورے کرو گی۔ بنے سورنے کے لالہ کے وے کی
کالک سے کیا کرتا ہنا میں کوئے اور اپنی جنگی کے
یکجھ سے پیدھی کیور کرنا۔ ہر یہم کے اپنے درجن بھر
بھن بھایوں کی روٹیاں سینئے اور برلن ملکی خپڑیں
گئے تو یہ ساری فری اور مانع تھے اور جائے آئے۔
”یعنی آپ کی نوکری ختم ہونے سے میرے زندگی
خراب ہو جائے گی؟ بن جائے گی میم۔ نتمل بن
جائے گی۔ ”وہ مکر لاد

”شہد صاحب مجھے دھلائی بزار آفر کر رہے ہیں
اپنے پار لریہ میں نے سوچا تھا اب کوئیک میسے کامیابی
باتا کر جھوڑوں گی اور اب کو مشکل نہ ہو لیکن اپنے فروخت
نکال رہی ہیں تو تمہک بے میں کن۔ یہ نہیں
کہاں کام شروع کر دیتی ہوں۔“
”وہ شاہیسے ہے مکن تبلوڈ لٹلے ہے تمہیرے مولے سے
نکرا گیا۔“ میرا غصہ ختم ہو گیا اور اس کی جگہ پر شہنشاہ
نے لے لی۔ جو بھی تھا۔ نہ رعن کہی تا ایک یہی سوال
اتجہبے کار لڑکی۔

بچے کا رہنی۔
غیر مغرب شریف سال بپ کی سب سے بڑی تینی
کے آپ کو کافر احمد بن عائشہ مخت نے مل دیا
کہ بانٹے اور کوئی بزرگینے غفرے نہیں۔ اے
خاطل بالاخوال میں جاتے ہیں دم دیجھے
مشت نہ ہو را اعلیٰ۔
”تم اس کے بعد ہم زندگی در میں کام کر دیں۔“
ہو دیں کیا کام ہوتا ہے ہزار بھوپالیں کے
س سے بہت کمی مولیں۔
”اکہ کر کاٹ دے زندگی۔“

سے بہت کلی عورت
کو کہاں نہ رہے

”زیادہ میے اگر رہی ہے کیا؟ رہنے والی خنزیری“
”میں آنکھ سے آنہ زیادہ نہیں دینے والی ہے۔“
”و تو مجھے اچھی طرح پتا ہے۔“ بھلو نے
ٹکڑا کے کمال اور مجھے پھر سے آگ لگ لئی۔ ایک تو تھا
بذریعہ، مجاہنے کیوں مجھے پانے پر تلاشی ہے۔
”میں جس کی بات کروں ہوں، ہو سکتا ہے و آئندہ
ہ کے بغیر بھی کام کر لے۔ مگر ایک داری پکی بات
کہوں؟ اسی روز یوں ساز کر کیا تھا اس نے۔ میں کل
”جوں کیلے۔“
”کتاب ہے زیادہ ہی ضرورت مند ہے۔“ میں نے
لائے میں نہیں بھی یونیفارم میں لمبسوں واش روں
تھے لیکن تلی اور حسب عادت سیپ ریکارڈ آن کر کے
بینکے کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

بڑو خانہ میں چکانا پکے بیسال کی ڈسٹنگ کرو۔
لے کر لدجع ہے ہر چیز پہ - ”میں نے کامیابی کے
لئے جب اشارہ کیا۔
”تمہارا یہ کام جتوں کا ہے اسی سے کروایا کرس۔ میں
ڈسٹنگ وغیرہ نہیں کروں گی۔ نہ ہی چائے کے
دوخوں گی۔ ”دھاتخوں پر آلمونڈ کرم کامراج
و سُنّت خاصہ تواب دے رہی تھی۔
”بلوں، سرخاب کے پر نکل آئے ہیں تمہارے؟
”میں سے تو تم یہ کام باقاعدگی سے کر رہی تھیں
ٹھیک برابر نوکے پر منہ ہنا تے ہوئے کرنا شروع کیا
درابز اور پسندے سے رہی ہو۔ ”

اک جھاٹریں۔ آپ کے بعد سب سے اچھا
لے لائی کرتی ہوں، بلکہ آپ تو اپنے چھوٹے
لے لائیں کرتی ہی نہیں۔ صرف بیسٹر نتھک اور میک
لے لائیں۔ میل آنے والی ریگولر کشنز
سے باخھوں سے فیشل کروانا پسند کرتی ہیں۔
سے باخھکھ جست اور نرم و تازک ہیں۔ ان کو
لئے نہ اسے دکھنا میری بیجوڑی ہے۔ میں نے
لئے بیجوڑ کیا ہے۔ ذہنٹک کرنے یا پرتن

”بس بس، زیان بولنے کی ضرورت نہیں جو کام کہا
ہے، وہ کرو اور میں ایک کام اور ہے۔ نمیں اڑنے کے
چکر میں ہے۔ مجھے کپی رپورٹ لٹی ہے کہ آج کل وہ
تمشی راوی کے پار لرزے لگاتا تھا چکر کاٹ رہا ہے۔
اس چتر نے کچھ زیادہ جلدی نہیں دکھائی پر پر زے
نکالنے میں۔ ابھی کل کی بات ہے جب میرے پاس
آئی تھی تو باہوں میں مانگ تک زکیانا نہیں آتا تھا۔ اب
دو چار ہیئت اشائل بنانا کیا سیکھ گئی ہے اور فیشل میں
ہمارت کیا حاصل کرنی ہے، میرے دیے آئھ سو کم
لکھنے گئے ہیں۔ اس سے پلے کہ یہ ہری جھنڈی
وکھائے ہم کسی دوسری کابندو بست کر لیتا۔“

”تو میں بھی! آپ خنزیر برعکیوں نہیں دیتیں پھر شاید
یہ نہ بھائیں۔ انساف کی بات ہے، مگن سے زیان خواہ
تومیں ہے۔“

”تمہرے زیان انساف پسند مت نہ۔“ مجھے اس کام شورہ
اک رائے آئی۔

اصل نام تو اس کا نسرين تھا مگر میرے مار لئے
کے بعد وہ میری بربادی سے نبی کھلانے لگی تھی۔
”یہ کیا حلیہ بنار کھا ہے نیشن یہ کوئی طریقہ ہے مگر
سے نہ لئے کا؟“

میں نے تنقیدی نگاہوں سے اس کے سخنے مگر باہ
ذنگ والی شارت شرت، لب کٹ والے رڑاوزر اور
رسی کی طرح جسمولتے دوسرے کو دیکھ کر ٹوکا۔

”او، کم تر نہیں۔ چل یا رہ۔“
بجھے آگ ہی تو لگ گئی، وہ میرے
سے انکش جھاڑ کرنی شکی۔ وہ بنے میرے
پر اٹک کتے ہیں، سرفہری نہیں۔ شر
نیں۔ ”شلت“ نہیں۔ اسناں کو ادا
”شتمل“ نہیں اور سینما کو سینما کہتے
ہیں۔

”تم کل ہی بھئی دو کر لا کر
چھٹی کروں، زیان ہی سر پر چڑھ رہے
”میں تھی بی بی۔ اک ہے
میں یہ تو۔

اے سکن دا سر دوم کا دیروانہ کھلا اور میں نے باتی کا

1

حصہ فوجوں

بڑت

لندن

اب صافون دش واشر



گی۔

”آجائیں میں کیا کوئی خالدی نہیں کیا؟“
”نہیں بی بی، ابھی یو سل پہنچان کا یاں،“
ہے۔“

”نہیں نہیں، میری عورت نہیں چلے گی۔ کوئی لاد سوئی کی نہ رکھ۔“

”ہاں یہ تو شیخ تھے کوئی بھولی (بلکہ) جنی ازناز آپ کی بھرپوری میں جب کر کے سن لے لے۔ یا تو اس کے لیے تھوڑا انتظار کرنا ہے گا۔ ابھی تک میں نہیں ہے۔ کسی سے کہہ سن کر بندوبست لے لیں ہوں۔ پچھے دن تو گھیں گے۔“

”اور تب تک میں اس کوڑہ مفرسوٹی پر کر کروں؟ ناممکن، منی کے ہاتھ کئی سال تک پڑے، دھو کر خود بھی پکڑے رکڑے والے برش کی طرف اور کھرورے ہو چکے ہیں۔ فیصل کرنے والی بھی ہیں۔ ایک بار ایک عورت کا پیدی کر کر بیٹھی تو وہ کہہ کر چلتی رہی کہ میں گھر پہ جاؤں تو مانجھ لوں گی۔ وہ زرا کم جھپٹتا ہے اسی لیے تھا اپنے ساتھ ہمتوں کنگ میں لگائے رکھتی ہے۔ جلد از جلد بندوبست کرو۔“

”پھر بی بی، اب ایکبار سیماگی سے بات کرنا ہے“
”اوہ، سیماگی۔ خیر تو پہنچے ہیں تو؟“
”آپ کی طرح ایک بھلی ماں بیٹھا تھا لے کی صفائی وغیرہ کرنے کے بعد اسی اُپ کے ہوں۔“

”اچھا۔ یعنی کھاتے پتے گرانے کا ہے۔“
معمولی ملازمت کیوں کرنا چاہتی ہے؟“

”بس، جی نویں نویں شوٹ اک منٹ فر پیٹھتی۔ اپنی سیماگی۔ جی سایاں کٹلی کھے، بھلی پچھے اور آپ نوں شوٹ پڑھا ہے۔ سکھنے کا۔ کہ رہی تھی میں یہ نوکری مرف کے لیے کروں گی۔ وہ چاہیں تھواں بگوئیں۔“
”ہم تو نہیں ہے۔ ہم سمجھنے کی ولی ہوئے“

لگے اور پانی کا گلاس نیبل برداریا۔ میری نہیں کن بستپانی پر رکھ کے انہیں خشمگی سی نہ گاہوں سے محور نے ٹھی اور وہ چھوڑی عورتوں کی ملخ اچار کے آم کی پھانک پوستہ رہے۔

اس روز فرمیدہ پر دین کا رہماںک نادل پڑھتے ہوئے میرا دل دھاڑیں مار مار کے رو رہا تھا، اس لیے نہیں کہ اسی نادل کا انجام الیسا تھا۔ ہیروں کی کینسر سے موت ہو جائی ہے یا ہیروں کی اور سے بیاہ دی جاتی ہے بلکہ اس نادل میں تو ہمیں اینڈکلی ملخ بدوں کوں ہی خوشی شادی کے بعد ساتھ رہنے لگتے ہیں۔ روتا اس بات پر آرہا تھا کہ وہ چھفت لسا ہمورا چتا ہیروں صرف خوبروہی نہیں تھا بلکہ خوش ندق بھی تھا۔ اتنے اشعار اس کی نوک زبان پر رہتے تھے وہ ایک مصور بھی تھا۔ خوش ندق تھا۔ گنگا آنہ ہیروں کی تعریف کیا کرتا تھا اور ہیروں۔ وہ کد کڑے لگانے والی راہ، چلتیوں سے ابھنے والی اول جلوں چچھوری کی لڑکی تھی۔ شکر ہے کہ یہ ڈاگسٹ میں چھپنے والے چالیس صفحات کے نادل کی ہیروں تھی ورنہ ایک اتنے بھلے انسان کی زندگی برباد کرنے والی اس لڑکی کی تو میں۔ عام زندگی میں تو ایسے بے جوڑ بندھن بندھتے ہیں۔ کم از کم را کرڑ کو گمانیوں میں تو یہ خیال رکھنا چاہیے۔ یعنی ذہنی ہم آئنکی کا۔



”میں نے بات کملائے ہی لی، کل سے یہی بی بی
میرے ساتھ آجائیں گی۔“ بھلو نے خوشی خوشی
اطلاع دی۔

میں اس نام ”یہی“ اور جملو کے انداز بیان پر پونک اٹھی۔ نام کے تو نہیں البتہ اس کے انداز سے لگ رہا تھا کہ وہ کسی بزرگ اور قابل احترام ہستی کی بات کرو رہی ہے۔ نام کے بارے میں الہمناں ہوا کہ اب وہ کوئی ہیڈاں رضیہ کو نہیں اٹھلائے گی، نہیں بام مختصر اور اپ تو ذہن کرنے کی زدت نہیں کمل پڑے

ورنہ اپسے توصیف کیا جائے۔ ملکات یعنی دن بھر کو انور دیکھا۔
تند شایدی اس سے "ماشادا آئی" "ذار قدر" نہیں۔
بل مسلسل کیسے شاندار ہیں۔ ظاہر ہے کہاںی
"اور اس کی وجہ میں لا خست یعنی بو سر
پرستی ہے جس سے فوٹا" میں در لوز کو جھیت پا
گریتے ہم اوس چند ایکس کے
"جسے بھی آپ انچہ ایکس سے غیر
ان شاء اللہ اس کا بھوتیتے کے تھے یعنی قدر اپنے
پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھی۔ میں جب کام
ہے کیا ہوا جو مزان کا حصہ تھی۔ نہ کہ آپ کی
اور ذرا احوال ٹھکانے پا آتے ہی نئے سرے
مشکراتی جوئی اور بھی خوبصورت مگر ریتی تھی۔
کسی میک اپ کے پتہ نہیں اس کے شوہر کو اس میں
کیا کمی نظر آئی تھی۔ جو خود کو ان معنوں ساریں
کھو ریکے کمل کرنا چاہتی تھی۔

وہ یونی فارم پکن کے لئے تو پہلی نیں جوڑے تھے
اور تو پچھے بھی نہیں کیا تھا اس نے صرف پہنچا کر
تحامگراس کی تھیت سرتپیداں ہوئے نظر پڑی تھی۔
دھیلے ڈھلے بیک راؤز میں اس کا درازہ نہیں
ہو رہا تھا تو یہ شرٹ میں اس کا ملخ ٹھوڑا تھا
اپنے میں دچپی تلاشنا چاہی۔ اوفہ کوں سا
ڈنڈن جس میں یہی آنکھوں والا پالٹ کہ پھر
بکے لیے فرانس سے شاپنگ کر کے لارہا ہوتا
ہے۔

" بلاجی، آپ کتنی اسارت ہیں۔" لشکر کر
ہیں آپ یا ایکسر مارز؟" میں نے زخمی تھیز سے
بوچھا۔ اس نے مجھے یہ شوہر کی جھیل سے اگھے
چھکا تھا۔ میں ایک تو ہفتہ میں لشکر کریں گی

گھر تھا۔ میں ایک تو ہفتہ میں لشکر کریں گی
گھر تھا۔ اسی کے بعد میں ایک تو ہفتہ میں لشکر کریں گی
جاتی یا سائیکل کے بیٹھنے والے تھے۔
دوں میں ہے تمہرے میں ایک تو ہفتہ میں لشکر کریں گی
یہ ایسی ہے۔" اسرا میں لشکر کے سر اٹھا کر ایسا
بھٹکی ہاٹ فروٹی ہے۔

بل مسلسل کیسے شاندار ہیں۔ ظاہر ہے کہاںی
پرستی ہے جس سے فوٹا" میں در لوز کو جھیت پا
گریتے ہم اوس چند ایکس کے
"جسے بھی آپ انچہ ایکس سے غیر
کامے تھے۔"

اس رسکر کی اور کس کی؟" مجھے غش آئے
یہ کے جواب پر میری رکی ہوئی سانسیں بحال
ہی اور ذرا احوال ٹھکانے پا آتے ہی نئے سرے
نہیں تھے غصہ آنے لگا۔

جسے میں کیا بات کر رہی ہوں اور آپ کیا
ہے رہے ہیں۔ میں سیکی کے بارے میں
ہیں اور آپ اس منڈے کے مسلسل کی
رہائی کر رہے ہیں۔ سوال گندم جواب چنان۔"

گندم، ہو یا چنان ہیں تو دوں ہی اٹاں ج۔" اس
ٹنڈوں کو بھی وہ اعلیٰ پائے کامداں سمجھ کے پھر
نہیں تھے۔

پسے تو بات کرنا فضول ہے۔" میں نے ایک
اپنے میں دچپی تلاشنا چاہی۔ اوفہ کوں سا
ڈنڈن جس میں یہی آنکھوں والا پالٹ ہیروائی
ہل سٹ کر جوڑے کی شکل میں پیٹ کر کپ کرے
تھے۔

اوشا اسے میرے شیر دانا۔" وہ دل کمول کے
اس دیویکل ریسلر کو دو اور رہت تھے۔

"اپنے کماتے پیتے گھر ان سے تعلق ہے اور
کام میں میں ایک تو ہفتہ میں لشکر کریں گی
گھر تھا۔ اسی کے بعد میں ایک تو ہفتہ میں لشکر کریں گی
جاتی یا سائیکل کے بیٹھنے والے تھے۔

"وہ ظاہر ہے۔" ایسے اسی کے بعد میں ایک تو ہفتہ میں لشکر کریں گی
جاتی یا سائیکل کے بیٹھنے والے تھے۔
تو دوں میں ہے تمہارے انداز میں کہاںی
یہ ایسی ہے۔" اسرا میں لشکر کے سر اٹھا کر ایسا
بھٹکی ہاٹ فروٹی ہے۔

اسے تو میری نیس ادا کرنا چاہیے۔ لے آتا کل، دیکھ
لیتے ہیں تماری سیمالیں کو۔"

اور سیماہی جھلوکے ساتھ آتی رہی۔
وہ چوبیس پیس میل کی ایک پر کش لڑکی تھی۔
درازہ تک پھنستی جوئی صاف رہت اور دلکش نتوش کی
ماں۔

"میرے بسبینڈ کو بت شوق ہے کہ میں بنی
سنوری رہوں، جب کہ مجھے اس کا کوئی خاص سلیمان
نہیں ہے۔"

وہ تھیتہ "کسر نفسی سے کام لے رہی تھی، ورنہ پہلی
نظر میں ہی میں نے اس کی جامہ زیبی اور سادگی کو دی
ہیں میں سر ابا تھا۔

"میں تو شادی سے پہلے سید حسی جوئی کرنے کی عادی
تھی۔ اب وہ چاہتے ہیں میں کچھ کروں یا بچھر
نہ ٹھیٹے بیٹھا کر رہا۔ بل کشوٹا تو مجھے گوارا
ہیں اس لیے سوچا کچھ بھنڑاٹا ملزیں سیکھ لوں جو حسکر
آسانی سے ہیں جیسا کریں۔ میک آپ بھی شاید نہیں
میں پہلی بار شادی کے موقع پر ہی کیا تھا۔ اب لپ
اٹک اور کاہیں لگایا کریں جوں کہ ان کے خاں کسی جیز
کا استنبول نہیں جانتی جب کہ وہ چاہتے ہیں میں سولہ
ستھمار کر کے رہا کروں۔ آپ نیس پہلے کریں گی
پہنچ۔"

وہ بے حد شادیت اور فرم اب وہ بھی الک تھی۔
میں ہے چاہتے ہوئے بھی تماری جوئی اور ایجاد میں سر
ہاڑ دیا۔

یہیں غلطی تھی، جس پر میں بعد میں اسی دن شک
چھپتا تھا۔ میرے سارے اس اب آنکھ اس بقت نجاں
بھی، نہیں ہے۔ یا تھا۔ سوچنے کو لانچھا کرنے کی
مدد ایسیتھیں ایسیں تھیں میں کے بعد میں اسی دن جو میں
نہیں تھے اسی دن کے بعد میں پہنچ کر جوں
یعنی۔۔۔ اسی دن کے بعد میں اسی دن کے بعد میں

یعنی۔۔۔ اسی دن کے بعد میں اسی دن کے بعد میں

دوران بھی داستن امیر حمزہ بھی سنانے بیٹھے جاتیں تو میں اسماں سے ناکری۔ مگر اساف کو اتنا سرچھاہا نہیں۔ فارغ ہو کر میں نے دراز میں سے نیا ناول نکلا اور پڑھنے لگی۔

”لگتا ہے آپ کو مطلعے کا بہت شوق ہے اکثر آپ کچھ نہ سمجھ رہتی ہی رہتی ہیں۔“ وہ میرے نزدیک بیٹھے کے پوچھنے لگی۔

”ہاں، شوق تھیں جنون ہے۔ یہ میرا، میں کچھ بڑھے بغیرہ ہی نہیں سکتی۔ یہ نصابی کتب و کچھ نہیں سمجھاتیں جو ان کتابوں سے ملتے اور زندگی کے مختلف بھرپور و مشاہدات کے متعلق آہنی حاصل ہوتی ہے۔“

میں نے اس کے انداز تعلیم یافتہ ہونے اور اسے بخشن میڑک ”کچھ کچھ پاس“ کے احساس کتری گو زائل کرنے کے لیے میرانہ، فلسفیانہ انداز میں کہا وہ سن کر مسکراوی۔

”شیخ کرتی ہیں آپ؟“
”میں تو سوچ کو یہی مشورہ دیتی ہوں، تمہیں بھی دلوں کی۔ پھر نہ کچھ پڑھا کرو۔ زہن کے درستھے کھلتے ہیں۔“

”جن پڑھتی ہوں میں بھی مگر کچھ نہ کچھ پڑھتے رہنے کی میں قابل نہیں ہوں۔“

”ذکر یا مطلب؟“
”جیسا کہ آپ نے کہا کہ ”کچھ پڑھ بغیر آپ رہ یہ نہیں سکتیں جبکہ میرا یہ موقف ہے کہ ”کچھ نہیں“ بڑھنے کے سامنے صرف اچھی کتابیں پڑھنی چاہیں۔ یہ حکم ہم قسم کی خواتین مصنفات کے لئے عام سے بدمانی ناول وقت گزاری کے کام آتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتی کہ ان سے زہن کے کسی بھی قسم کے درستھے کھلتے ہوں گے۔“

”آپنی واضح خواست۔“ میرا خوب کھولنے لگا۔
”زراں بھی تو سوچوں“ تم کس سمرکی کتابیں پڑھنا پسند کرتی ہو۔ ”لہذا میرے لفاظ انتظار سے نہ کر رہا۔“

”تقریباً“ ہر موضوع پر۔ مگر اچھے ایوں کی تخلیقات ہی میری پسند ہے۔ اشناخت احمد باقوری، مستاز مفتی، قدرت اللہ شہاب، تاریث بدی، یگور منتو۔“

اس نے اسے ایسے نام گنوانا شروع کیے کہ بُن

کوفت، ہونے لگی۔ ان ناموں سے میں کچھ واپس تھی۔ مگر صرف ناموں کی حد تک۔ ان کی ملتوں پر کتابیں میں نے بھی ہریک شاپ میں۔ دیکھی مگر

مگر اجاڑ قسم کے عنوانات سے ہی چھبرائی کے بغیر ہوا

والپس رکھ دی تھیں۔ میں تو پلائیں و بیمار قسم کے ہوئے

والے تاولیں ہی شوق سے خرید اکرتی تھی۔ جیسے کہ

”آنکھوں آنکھوں میں۔ تیرے اچھل کی چوپانی میں نیلی آنکھیں۔“ ہاتھوں میں سدا ہاتھ رے

سو لوگوں سال پر لسی ساجن، تمہاری یادے محبت ار جنون۔“

”آپ کو بھی پڑھنے کا شوق تو ہے۔ بکریاں بہترن کتابیں لا کر لوں گی۔ اپنے کلککشن،“

اندر ہی اندر کھولتے ہوئے میں اسے صاف کر میں منع بھی نہ کر سکی۔“

”دلیل عورت، مجھے۔ یعنی کہ مجھے بدفن، بدن طعنہ دے نہیں۔ مجھے جس کا اغا افون اپنی ملائیں سے“

”مگر آنے کے بعد بھی پتھر تاب کھاتی رہی۔“

”آن تم کھاتا ہی بنا میں۔ نئے تو بر کر دیجیں۔“

آتے ہیں۔ رہے میں اور تم۔“ تو گرلیتے ہم،“ کچھ۔“

مبشر کی بات پر مجھے حیرانی ہوئی۔

”یہ بھلا کب سے میرے دل کی باتیں جاتے“

وہ اتنے حس اُکب سے ہو گئے کہ میرا لی کھا۔“

کو نہیں چاہ رہا، فوراً ”محسوس کر لیا۔“

”میں وہی لے کر آیا ہوں۔ اپنیوں کا جمعہ کھایتے دلوں میاں یہوی۔“

جن کی ایسی بے کلی باتا پر میرے مانشے پر ان گنتیں نہیں نہار ہوئے۔ ”وہ کس خوشی میں؟“

”تمہارا معدہ بھی کچھ اپ سیٹ ہے تا۔ مجھے بھی

بیسے موڑا اٹھ رہے ہیں۔ شاید کل میں جو دیتے پختے

بازار سے لامبا تھا میں سمجھ گیا تھا کہ ضرور تمہارا

پیٹ بھی گزبر ہے۔“

و اپنا اندازہ گوش گزار کر کے اب واٹا طلب نظریوں

سے مجھے دیکھ رہے تھے اور میرا بس نہ چل رہا تھا کہ

بیکے پیالے میں اسی گھنول کے چھکے کے جائے تاہم

پاکرم مسلا کم کر کے ان کے حلقوں میں انڈیل

تیل۔

”جب آپ نہ مجھے سمجھ سکتے ہیں، نہ مجھ پر گزرنے

الی تکلیف کو تو براہ مریانی میرے بارے میں اسٹے

بدرے اندازے بھی نہ لگا کریں۔“ دہی کا پالا نہیں

گھر بلوخاون، میرے ابوالحنی کی تبلیگ کئے۔ میں

صرف اردو پڑھنے لکھنے کے قابل ایک بکارہ اور

میرے بڑے بھی بن بھول اسکو سے نکے

جائے گئے میں کون امیری جو مل انہیں کرے گے

بدرے بھی نہیں باری۔ اور صرف اپنے شہنشہ میں کرے گے۔“

بھجھے خیرت بیانی کہ کس بغلی سے اپنی بیٹ

گرا او بڑھا کریں گی۔ جو میرے بڑھے نہ فرم

تاک تھا۔ لوگی چیزیں ان پڑھنے پڑنے کے پیچے رہے

و کاندار بچ اور حوالے ایسے دے رہی ہے بھی۔

”تم لوگوں کی بیانی لے پائیں۔ میرے بڑھا کریں

کے بعد اسی پسند ہے۔“ اس بناء پر کوئی کہیں

”میں بھی کوئی فائدہ نہ ہے۔“ میرا بڑھا کریں

پڑھنے کی دلیل یا اس کے پیشے کی دلیل

میرے بڑے بھی بن بھول اسکے پیشے کی دلیل

بدرے بھی نہیں باری۔“

”اویس نہیں۔“ اوسی سے بھر لے گئی

بدرے بھی نہیں باری۔“

”اویس نہیں۔“ اس کے بعد بھر لے گئی

بدرے بھی نہیں باری۔“

”اویس نہیں۔“ اس کے بعد بھر لے گئی

بدرے بھی نہیں باری۔“

”اویس نہیں۔“ اس کے بعد بھر لے گئی

بدرے بھی نہیں باری۔“

”اویس نہیں۔“ اس کے بعد بھر لے گئی

بدرے بھی نہیں باری۔“

”اویس نہیں۔“ اس کے بعد بھر لے گئی

بدرے بھی نہیں باری۔“

”اویس نہیں۔“ اس کے بعد بھر لے گئی

بدرے بھی نہیں باری۔“

”اویس نہیں۔“ اس کے بعد بھر لے گئی

بدرے بھی نہیں باری۔“

نیاشکار ہائھ آتے لظر آیا۔ یعنی مئی دسمبر

”شادی کو تود سال ہو گئے تھے، بس کوئی خیر کی نہیں آ رہی تھی۔ اب اللہ نے کرم کیا ہے۔“

”اپنی سماں لی جی کی۔ دو چار دنوں سے طبیعت کی اونچی تھی۔ ان کی۔ کل ڈاکٹر نے بتایا ہے کہ خیر۔ وہ رو جئے جی سے ہیں۔ نہ لوچھو جی کہ اس کے بند۔ خوشی سے کیا حامل ہے۔ پاٹھی ہورتا ہے وہ۔ میں ابھی دیس سے آری ہوں۔“

”چھا۔۔۔“ میری سمجھ میں نہ آیا کہ مجھے اس خیال کیسا روشنی ظاہر کرنا چاہیے اور میرادہ اسے فارم کرنے کا پروگرام اب وہ آئے گی تو اسے مبارکباد میں یا کل آنے سے منع کر دیں گی۔“

”اور ایک پیغام بھی سہی لیا نے بھیجا ہے آ کے لیے کہ اب وہ پار نہیں آ سکیں گی۔ ان بندے نے توجیہ ان کا پنگ سے پیریچے کرنا بند کے ادھر کیے آئیں۔ اس لیے انسوں نے کہا۔ آپ کو تنکیف تو ہو گی۔ یہ وہ اپنے خاوند کا کہا نہیں سکتیں، ویسے بھی وہ اسی کے کرنے پر آڑی تھیں، کے کرنے پر جھوڑ دیا۔“

”یہ تو بہت اچھی خبر ہے جھلوک بہت خوشی ہے
سن کر، ہمیں چیختے گئے
”ہیں تی۔ اس بات سے؟ سکی لبی کرنے آئے؟“

”میں نے بتایا تاکہ وہ صرف نام کی ”جگہ“ ہے
ویسے تو ایک فہری خزانہ ہے اب بھی کیسے آڑا
سے میرت پلی کی بات زبان پا لائے ٹھوپنے کے
انداز میں بچھے خورہی کم کر۔

”کیس پاٹس کر رہی ہو۔ میں ڈاس کے مل بنتے
وہیں شہر پر خوش ہو رہی ہوں یہ۔“

بیکی جلدی خوشی تو می آپ کو۔“ وہ بڑا نے سے
باڑھتے تھے۔ میں نے پروانہ کی لور میٹھے تو فل بالتمیں میں
ڈیکھ دیا۔ میری پسند کے گیت جو لئے داؤں سے میں
نہ ادا کیں تھے اس کے اڑ سے نیچے نہیں تھے۔
ایسا چھوٹا پار لرکی نہایاں میں دیکھ دیا۔

”سویٹ، یو لیزی گرل، اسے ہندوز زراں
چلایا کرو۔ اور منی پلیز ایک کپٹ تو میک کرنا۔“
اس کی روایا انگریزی سے خائف ہو کر
دیو وہ پتی الگش دبک کے کمیں منہ چھاڑ
کھکی سو۔ بھی چھلانگ مار کے سامنے آئی۔ یہ
آج ایک میںے بعد مجھے اپنا اپنا سالگ رہا تھا۔
”آپ تو پچی سی بڑے خوش ہوں یا۔“
پوچال گاتے ہوئے جھلو نے کھاؤ گیت کی دھن پا
میرے پر رک گئے۔

بکھل پیدا ہو گئی تھی۔ اتنی زیاد ہم آہنگی کے
ہڑے در میان مثالی یودتی ہو جانی چاہیے تھی
میرا پیشہ سے چاہتی تھی نہ محترمین کو تی ہم مز
نگر سے باہر بہن بھائی بھی بالکل الگ الگ سر
والے میری داڑھی میں لکھنے اشعار مسخوں کی
سلسلے ہوئے میرا مذاق اڑایا کرتے تھے ای
پیرے رسالے اور ناول چولے میں جھوٹنکے
دھمکیں دیتی رہتی تھیں۔ اور ابو کو میرے ریڈیو
نہ تھی۔ اٹھا کے گلی میں پھٹکنے کی کمی بار وار نہ کہ د
جھکتے۔ شادی ہوئی تو مبشر کی صورت، ہمیشہ کی حر
نیب میں لکھی تھی۔ ترسی رہی، ہمیشہ کسی ہم مزاج
روافت کا اور پھر قسمت سے ایسا موقع ملا بھی تو یہ نہ تھا
؟ اُن فریادیوں کے ہو سکتی ہے اس کی؟“

میں دیر تک سوچی رہی اور آخر ایکسیات بمحض میرے
لئے۔
”تم مطابقت ہو۔ وہاں اختلاف کی گنجائش بھی
میں آئی ہے۔ شادی سے پہلے میرے بہن بھائی اور
ٹھیکانے کے بعد شوہر سب میرے مطالعہ کے شوق
کو میرے فلسفیانہ سنجیدگی میرے اعلاء ذوق سے
کوئی بُرے کیونکہ وہ سب ان سے عاری تھے۔ میں
ذوق اپنے سمجھتی رہی کیونکہ اب تک کوئی نکر کاملاً
کیا تھا۔ نہ بیاسے میں بغیر کسی ہم مزاج کی رفاقت کے
نہ بھلی ہوں۔ کم از کم اس زندگی میں میرا اپنا راج تو
ہے کوئی بچاڑنے اور چیخ کھانے والا تو نہیں۔“

اسے سالوں کی حسرت جو ایک پھانس کی صورت
بکھر لئیں گئی نکل گئی۔
مس خود کو بلکا مچھلا کا محسوس کرنے گئی۔
نیکی بامہر قفل باو آیا ہے۔
بیوی اسلام آپ میں اپنے خیالوں سے نکلی۔
فضا اے؟

یک بیل کا بندھے خالوندے آپ سے بات کرنا
ہوتا ہے۔ ”میرے پار لرمیں مردوں کا دا خلد منوع تھا
لیے صوفی پروادو پڑ اٹھا کے میں خود باہ نکل۔
کمال سے بھی۔ ”میں دروازے کی اوٹ میں ہو
باہر جھانکنے لگی۔

”السلام علیکم میدم که۔“ سوزن کی پہلی بات میں تھے
نکل کر ایک درمیانے لدمت کا ٹھنڈا آئے بھند۔
ایک انتہائی ملے کوئی شلوار قیچی میں بلپس تھا جس
چہ جا بھا خون کے دھنپے نکل ہوا کر قدم لگانے تھے۔ ان
خون کے دھنپوں نے نہیں پاد دیا کہ میں نے ان سے
پہلے اس ٹھنڈس کو کھل دیکھ رکھا ہے۔
بھرپور کی فلم و فرامست اور پسند پڑھنے کی بھی بھی
بھروسہ نہیں رہتا تھا۔ اس لیے ہر کوئی اپنے بھائی کے
کی خریداری بھی میں خود کرتی تھی۔ بزرگ اور سیوا
سلف سے لے کر گوشت، مرغیاں تک
اور جس نکلنے سے میں گوشت، قیرہ اور مرغیوں کو
لیا کرتی تھی۔ یہ ٹھنڈس اسی دلکشی کا نام تھا۔ اگرچہ
دکان بست بڑی اور صاف تھی۔ اس غاذیتی
سب سے اچھی گوشت کی دیکان۔ تین چار طبقیں بھی
رکھتے ہوئے تھے مگر وہ خود بھی ایک اونچے تھرے پر
پڑھی لیے بیٹھا تو کسے گوشت بہار بہار۔
”آئی۔؟“ میں ذہن میں آئے والے خیال کو
جنگلدار ہی تھی۔
”جی۔ میں فضل داد، یہ کا شوہر۔“ اس نے اسی
خیال کی خود تقدیر تک۔

میں حیرت سے اسے دیکھنے لگی؛ تعبیوں والی مخصوص درستی اور کرخی تکمیل اس کے نام سے نتوش دا لے چڑے کا حصہ تھی۔ مگر یہی کاتزکر، اس کی چھوٹی جھوٹیں کی آنکھوں میں زرمی روشنی پھر گیا تھا۔ ”ماہی جھونے بتا را ہو گا کہ سکی اب نہیں آئے گی۔ اس کی طبیعت اچھی نہیں۔“

دکلن چہ اپنے ملازم لڑکوں کو بے نقط پھریں سنائے
ا شربا کے دھمی آوازیں ستارا تھند
دھن کی کچھ کاشیں لوہر نہیں سوہ سنگوئی ہیں۔
اے جے، اکہ یکم کتہودا کے بغیر ہے، نہیں کہ۔"

ہے۔ اسی کا بیان یہ ہے کہ جب دھر نے، "میں کہیں لے کے ایں کیا جتب میں۔ زخوں کے نئے لور پرانے شخوں سے اسناہوڑا اور مغربہ باشکنگ رکھتے ہوئے دی جائے۔

میزہ کسی شایر میں ذلیل دیں بکھ کھنڈ میں

گولڈ کی چین اور ناپس پنے اور لائٹ سائکل اپ بھی
کیا۔ پرفیوم اپرے کرنے کے بعد میں پہن ملدا ہیں
مگر۔

”کیا پاکا ہے آج؟ خوبی تو اچھی آرہی ہے؟“
سیر جیوں سے اترتے ہوئے بیشتر نوچا۔
”خوبی تو آتی دور سے آئی۔ سانتے کھڑی میں نظر
نہیں آئی۔“ مجھے اپنی تیاری ضائع ہونے کا لالہ ہوا۔

”پارلر جاری ہیں ماں؟“ میرے بیٹے نے بھتے تیار
دکھ کر پوچھا اور تھیک ہی پوچھا۔ کھرپ میں کب ایسے
رہا کرتی تھی۔

”نہیں، آج نہیں جانا اور۔“ اسے جواب دے کر
میں نے بیشتر کی جانشی کیا۔
”مولیٰ کے پرانے بنائے ہیں۔ خاص طور پر آب
کی پسند کے۔“

”اور ہم کیا کھائیں گے؟“ بچوں نے میا کو خوش
ہوتے دیکھ کر منہ بسوار۔

”آپ کے لیے آکو کے پرانے“ میں نے ان کے
پرانے سانے رکھے اور خود بیشتر کے پرانے میں سے
نوالہ تو زنے لگی وہ چونک مگر۔

”تمہی کھاؤ گی۔ تم تو مولیٰ نہیں کھاتی۔“
”چیز، آج کھا کے دیکھتی ہوں۔ مجھے بھی ذہن
چلتے آپ کو یہ پرانے کس وجہ سے پسند ہیں شاید تب
کی پسند میری پسند بھی ہیں جائے۔“

میں نے کو شش کی بھی کہ میر الجہ او رائہ دوز رہا
تاریں ہی رہیں۔ اتنا اچانک جہنا کا ایک شریف لہذا
برداشت نہیں کیا گے۔ لیکن وہ اس پر بھی باہم
ہوش ہوتے ہوتے نہیں۔ من میں ڈال لقہ انہوں نے
پالی کے بڑے سے گھوٹ کے ساتھ لگا۔

”چھرایا کرتے ہیں، رات کا کھانا ہم اہر کوں
ہیں۔ تمہارے فیورٹ ریشورٹ میں۔ مجھے بھی اپنے
چلے تھیں اس کی کیا بات پسند ہے۔ شاید تمہارے لئے
میری پسند بھی ہیں جائے۔“

ذرا سا سنبھلتے انہوں نے سکرا کے کما۔
اب جیران ہونے کی باری میری تھی۔

لپیٹ کر شار میں ڈالیں۔ میں ابھی ابھی غذرخ خانے
سے مل لے کر آرہا ہوں۔ یہ نہ ہو کہ سیکھاراض
ہو جائے کہ اس کی کتابوں میں سے بو آرہی ہے۔“

میں نے چپ چاپ تینوں کتابیں اخبار میں لپیٹ کر
شاپنگ بیک میں ڈالیں اور ماسی کے ہاتھ بہر بھجو
دیں۔

اس کے بعد سارا دن میں ایک کام بھی ڈھنگ سے
نہ کر سکی۔ کبھی سیکھی کا خوبصورت باد قار سرپا نظروں
کے سامنے آ جاتا، کبھی اس کا دلکش لب دلچسپی اور سمجھی
ہوئی گفتگو یاد آنے لگتی۔ بھی اس کی زبانات اور سمجھی
اس کی فکارانہ صلاحیتیں۔ اس کے بعد فوراً ہی
فضل دا دکی صورت نظروں کے سامنے گھومنے لگتی۔

”یہ تھاواہ شخص، جس کی محبت میں سیکی کی پورپور
ڈبی نظر آتی تھی۔“



سارا دن پارلر ہنگ سک سے درست تیار ہو کر
رہتا رہتا اس لیے گھر آتے ہی میں فیس واٹس سے
منہ رکڑ کر دھونے کے بعد اپنے بال رہ جینڈ میں جکڑتی
اور ڈھنلا ڈھلا سوتی جوڑا پکن لگتی۔ چھٹی والے دن
میں شام کو بھی کبھی چکر لگایا کرتی تھی پارلر کا پارلر جنہ
محضیوں کے لیے کھلتا تھا مگر صرف اشاف ای ہوتا یا
اگر کسی ولی نے تیار ہونا ہوتا۔ کسی اور نے میک
اپ کے لیے خاص پاننڈمٹ لیا ہو تا تو میں چلی جاتی
تھی۔ آج فاتح اور فارغ تھا۔ میں نے فون پر کچھ بدایات
منی کو دیں اور شادر لینے چلی گئی۔

بیشتر پھت پہ اپنا چنگ بازی کا شوق پورا کر رہے
تھے پچھے بھی ساتھ تھے۔ عام حالات میں بکھول کو
ذانٹ اپنے کے بعد اپر جانے سے روک دیا کر لی تھی
اور ساتھ ساتھ بیشتر کو۔ میں بکھول کی سناتی کر دے۔ بکھول
میں اپنی فرباب عادتی منتقل کر رہتے ہیں، لیکن آج
میں نے خاص رعایت دی۔

شادر لینے کے بعد وہی اپنا گھر کے لیے خصوص
حلیہ رہنے کے بجائے میں نے اپنا نیا بو تھیک سے لیا
ہوا سوت پہننا۔ بل ڈرائیور سکھا کر کھل پھوڑا۔